موئن جو دڑو

آج سے پانچ ہزار سال پہلے تک بھی انسان غاروں میں زندگی گذارتے تھے۔اس کے بعد ہی انھوں نے مکانات بنا کر شہروں میں رہنا شروع کیا اور یوں تہذیب و تمدن کا دور شروع ہوا۔سابق صوبہ سندھ کے مقام موئن جو دڑو میں کچھ عرصہ پہلے کھدائی کی گئی تو ایک ایسا شہر برآمد ہوا جس کی تہذیب اس دور کی دو تہذیبوں یعنی مصر میں دریائے نیل کی تہذیب اور سومیریا (آج کے عراق) میں دریائے دجلہ و فرات، کی تہذیب سے ملتی جلتی ہیں۔

اس "مردہ شہر" کو محکمۂ آثارِ قدیمہ کے آفیسر سر جان مارشل نے ۱۹۲۴ء میں دریائے سندھ کے کنارے دریافت کیا تھا۔اس کھدائی سے پہلے عام خیال یہ تھا کہ برِّ صغیر پاک و ہند کی تاریخ آریاؤں کے حملے سے شروع ہوتی ہے، مگر موئن جو دڑو سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کی تہذیب آریائی تہذیب سے کہیں پرانی ہے۔اور آریاؤں سے پہلے اس خطے میں کئی تہذیبیں پھل پھول چکی ہیں یہاں کے کھنڈروں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس شہر کا تمدن آریاؤں کے تمدن سے کہیں اُونچا تھا۔یہ البتہ ابھی تک معلوم نہ ہو سکا کہ یہ شہر کس طرح تباہ و برباد ہوا، وادیٔ سندھ کی تہذیب کے بارے میں معلومات اس شہر کی کھدائی سے ملتی ہیں۔آخری کھدائی ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔

آج سے پانچ ہزار سال پہلے دریائے سندھ پر دو تہذیبیں ترقی پا رہی تھیں۔ایک تو موئن جو دڑو میں جو کراچی کے شمال مشرق میں دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے اور دوسری شہر ہڑپہ میں جو کراچی کے شمال مشرق ہی میں چار سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ دونوں شہر ایک ایسی سلطنت کے جڑواں دارالحکومتوں کا کام دیتے رہے جس کا رقبہ ۵ لاکھ مربع میل تھا۔یہ سلطنت بحیرہ عرب سے

نشیبی شہر کے متوازی دریائے سندھ ایک میل کے فاصلے پر بہتا تھا۔ چنانچہ ہر مکان کو سیلاب سے محفوظ رکھنے کا انتظام تھا۔ گلی کوچے اور سڑکیں متوازی اور اینٹ بچھی ہوئی تھی۔ بعض سڑکیں تیس فٹ چوڑی ہیں۔ شہر میں ایسی بدرَو نالیاں بھی ہیں جن کو اینٹوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے جس سے ترقی یافتہ تمدن کا پتہ چلتا ہے۔ مکانات دو منزلہ ہیں۔ دروازے کھلے صحن کی طرف کھلتے ہیں۔ تمام کمرے ایک بڑے غلام گردش کی طرف کھلتے ہیں۔ بعض گھروں کے باہر کوڑا کرکٹ ڈالنے کا انتظام ہے۔

کھدائی میں بچوں کے کھلونے جیسے بیل گاڑیاں ملی ہیں جن کے پہیئے گھومتے اور چلتے ہیں۔ اسی طرح چوڑیاں وغیرہ بھی برآمد ہوئی ہیں۔ پیمائش اور ناپ وزن کے لیے پالش شدہ پتھر کے باٹ نکلے ہیں۔ اوزار، ہتھیار اور پتھر، تانبہ اور چاندی، کانسہ وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں۔

موہن جو دڑو کے کھنڈرات سے جو لاشیں ملی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کی قدیم ترین قومیں کول، سنتھال، بھیل ہیں۔

موہن جو دڑو سے جو مہریں ملی ہیں ان کی زبان پڑھی نہیں جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کی سب سے پُرانی زبان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔

۱۹۶۰ء میں وادیٔ سندھ کی تہذیب کے بارے میں کھدائی سے نکلی ہوئی چیزوں کا عجائب گھر کھولا گیا۔ اس عجائب گھر کی دیوار پر موہن جو دڑو کے اس شہر کا تصوراتی خاکہ اتارا گیا ہے جو آج سے چار ساڑھے چار ہزار برس پہلے جیتی جاگتی حالت میں تھا۔

جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کے لوگ درمیانہ قد و قامت کے تھے ان کے بال کالے تھے، سر لانبے تھے، خد و خال دلکش تھے۔ بعض ایسے مجسمے بھی برآمد ہوئے ہیں جن میں مرد اور عورت کے پست قد، گھنگریالے بال اور باہر نکلے ہوئے موٹے موٹے ہونٹ ہیں۔ عورتیں پنکھے کی طرح اپنے بال سنوارتی تھیں۔ مرد تہمد یا لنگوٹی باندھتے تھے اور عورتیں چھوٹے سائز کا لہنگا استعمال کرتی تھیں۔

سات سو میل کے فاصلے پر تھی - اور اس میں ہزاروں قصبے اور دیہات تھے - وادیٔ سندھ سبز و شاداب تھی - اور یہاں گندم جو اور کپاس کے کھیت لہلہاتے تھے -

پہلی کھدائی ایک بدھ سٹوپا کے ٹیلے سے شروع کی گئی - یہ جگہ ہڑپہ سے سات میل دور تھی کھدائی کا سلسلہ ۱۹۲۸ء تک جاری رہا - اور اس سے جو معلومات حاصل ہوئیں - ان سے انسان کے تاریخ کے صفحات میں سفر کا دلچسپ حال معلوم ہوا -

کھدائی پر ایک حیرت انگیز شہر دریافت ہوا جس میں چوڑی چوڑی صاف ستھری گلیاں ہیں - پختہ اینٹوں کے مکان ہیں - ڈرینج کا اچھا انتظام ہے - اس شہر کا کوئی بڑا حاکم ضرور تھا جس کا ایک وسیع مکان پتہ دیتا ہے - اس کے علاوہ دو منزلہ ایسے مکان ہیں جن کے ساتھ غسل خانے بھی ہیں - یہاں ایسا انتظام بھی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عوام کو بھی پانی سرکاری طور پر فراہم کیا جاتا تھا اور نجی طور پر بھی - یہاں بدررو کا انتظام بھی اعلیٰ تھا - ظروف سازی معیاری تھی - زیور بھی بنائے جاتے تھے، اوزار بھی، کھدائی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس شہر میں بیس ہزار سے لے کر پچاس ہزار تک کی آبادی تھی -

شہر کے دو حصے تھے، بالائی اور نشیبی - بالائی حصہ ایک اونچے حصے پر بنایا گیا ہے جس کے اطراف اینٹوں سے بنی ہوئی، مضبوط شہر پناہ فصیل تھی اور اس کے اندر مٹی کا بنا ہوا ایک مضبوط قلعہ چار سو فٹ لانبا، دو سو فٹ چوڑا تھا - چاروں طرف مستطیل مینار تھے اور داخلے کے کئی گیٹ تھے - قلعہ کے اندر کئی سرکاری عمارتیں اور ایک وسیع غسل خانہ یا حوض تھا - جس میں غالباً مذہبی رسوم ادا کی جاتی تھیں - حوض کے اندر جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں - پبلک غسل خانے کے پیچھے کئی چھوٹے چھوٹے غسل خانے بنے ہیں جہاں پردے کا انتظام تھا -

قلعہ کے مغربی جانب ایک گودام گھر تھا جس میں ہوا کے گزر کا معقول انتظام رکھا تھا - فصل کے وقت کسان فصلیں کاٹ کر چھکڑے پر لے آتے اور یہاں جمع کرتے، قریب میں آٹا پیسنے کا انتظام تھا -